محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِہٖ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ اَسَامِعَ خَلْقِہٖ وَحَقَّرَہٗ وَصَغَّرَہٗ (مشکوٰۃ۔ فصل ثانی۔ باب الریاء والسمعۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کی تشہیر کرتا ہے، اللہ لوگوں کے کانوں میں اس کی بدنیتی کی سب باتیں پہنچا دیتا ہے، اور اس کو حقیر اور ذلیل بنا دیتا ہے۔

بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بڑے ہر کام کی خوب تشہیر کرتے ہیں، اسے لوگوں میں پھیلاتے اور ہر شخص کے سامنے اس کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کے لیے جو ذرائع بھی انھیں میسر آسکتے ہوں، ان کو استعمال میں لاتے ہیں اور ہر بات کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ اپنی تعریف میں اخباروں میں خطوط چھپواتے ہیں اور پروپیگنڈے کا جو ذریعہ بھی مفید مطلب ہوسکتا ہو، اس سے کام لیتے اور اپنے نام کو اونچا کرنے کے لیے ہر طریقہ اختیار کرتے ہیں۔

وہ لوگ سماجی کاموں میں حصہ لیتے اور چندہ دیتے ہیں۔ مسجدوں کی تعمیر میں روپے خرچ کرتے ہیں، دینی درس گاہوں کی مدد کرتے ہیں، ضرورت مندوں، مستحقوں، یتیموں، مسکینوں، بیواؤں کو صدقات و خیرات دیتے ہیں، مذہبی جماعتوں کو عطیات سے نوازتے ہیں، معاشرتی بہبود کے اداروں کی اعانت کرتے ہیں، مگر اس سے ان کے دل میں یہ خواہش پنہاں ہوتی ہے کہ عوام میں ان کی شہرت ہو، لوگ ان کا بہتر الفاظ میں ذکر کریں، اخباروں میں اچھے تعارف کے ساتھ ان کی تصویریں چھپیں، جگہ جگہ ان کی سخاوت کے تذکرے ہوں، مسجدوں اور جلسوں میں ان کے چندے کا تعریفی الفاظ کے ساتھ اعلان کیا جائے۔ جن اداروں کی تعمیر و ترقی میں وہ حصہ لیتے ہیں، ان میں ان کے نام اور چندے کی تختی نصب کی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مبارکہ میں فرمایا ہے کہ نام و نمود کی یہ سب تمنائیں اور شہرت و ناموری کی یہ تمام خواہشیں سراسر غلط، منافیِ اسلام، خلاف انسانیت اور قابلِ مذمت ہیں۔

جو لوگ شہرت اور ناموری کے لیے دوڑ دھوپ کرتے اور کئی قسم کے تکلفات میں پڑتے ہیں، در اصل نفسیاتی طور پر وہ احساسِ کمتری کا شکار ہوتے ہیں۔ وہ اپنے اندر کی اصل کمزوری سے اچھی طرح باخبر ہوتے ہیں اور انھیں خوب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اخلاق کی بلندی اور علمی و عملی کمالات سے محروم ہیں۔ اس کمی کو پورا کرنے کی ان کے نزدیک یہی آسان صورت ہوتی ہے کہ انھیں عوام میں شہرت حاصل ہو اور لوگ ان کی عزت کریں۔ حالاں کہ اس طرح حاصل کی گئی عزت ہمیشہ عارضی ثابت ہوتی ہے اور لوگوں کے دلوں میں ان کا کوئی احترام جاگزیں نہیں ہوتا۔ اصل عزت اور اصل آبرو وہی ہے جو اخلاق کی بلندی، کردار کی رفعت اور اخلاص کی دولت سے حاصل ہو۔ اپنی بڑائی کی ناجائز خواہش سے معاشرے میں کوئی اہم جگہ نہیں مل سکتی۔

معاشرے میں صحیح عزت و احترام کے لیے خلوص کی دولت سے مالا مال ہونا ضروری شرط ہے۔ جن لوگوں کا خزانۂ قلب خلوص کی دولت سے خالی اور صحیح ہمدردانہ جذبات سے تہی ہوگا، وہ معاشرے میں اس مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے، جس کے وہ طالب ہیں۔ ان کی نیک نامی کی شہرت کے بجائے قدرتی طور پر ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں سے ان کا اثر کلیتہً ختم ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ تکمیلِ تمنا کی تمام امیدیں منقطع ہو جاتی ہیں۔

اس قسم کے لوگوں کی غلط تمناؤں کا جب لوگوں کو علم ہوتا ہے اور ان کی ناروا خواہشیں مختلف مقامات سے گردش کرتی ہوئی معاشرے کے اچھے افراد کے کانوں میں پہنچتی ہیں تو ان کی رہی سہی آبرو بھی جاتی رہتی ہے اور وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہو جاتے ہیں ـــــ اصل چیز جو انسان کی متاعِ عظیم ہے اور جسے اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کے نزدیک انتہائی قدر و منزلت حاصل ہے، وہ اخلاص ہے، ریا، سمعہ اور دکھلاوے کو اللہ کی بارگاہِ عالی میں قطعاً کوئی اہمیت حاصل نہیں ـــــ دکھلاوے اور ریا کے لیے خواہ کتنا ہی مال و دولت خرچ کیا جائے اور لوگوں کی خدمت کا بے شک کتنا ہی ڈھنڈورہ پیٹا جائے، اللہ کے حضور اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے، بلکہ اس کے نتائج ہمیشہ غلط نکلتے ہیں اور لوگ بالآخر اس قسم کی ذہنیت کے لوگوں سے نفرت کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جو کام جس نیت سے کیا جائے، اسی پس منظر میں اس کا صلہ ملتا ہے۔ اللہ کی طرف سے بہتر بدلہ اسی کام کا ملتا ہے جو صرف اللہ کی رضامندی اور خوشنودی کے لیے کیا جاتے اور جس میں خدمتِ خلق کا مخلصانہ جذبہ کار فرما ہو۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی ذاتی شہرت اور ناموری کے لیے کوئی عمل کرے گا تو اللہ کی طرف سے ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ وہ لوگوں کی نظروں سے گر جائے گا اور معاشرے میں اس کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہے گی ـــ اس لیے انسان کا فرض ہے کہ وہ انسانیت کی خدمت کو اپنا مطمحِ نظر ٹھہرائے اور وہی کام کرے جس میں اللہ کی رضا اور مخلوقِ خدا کی بھلائی مضمر ہو۔